اسلامی ثقافت: علامہ اقبال کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد رضوان☆

Dr. Muhammad Rizwan

صدف بٹ☆☆

Sadaf Butt

Abstract

In modern day scenario, a culture is a combination of people's beliefs, behavior, language and rituals in a political and economic system. However, unlike other cultures of the World, Islamic culture is Da`wah-oriented which has some unique characteristics including God-Centrism, moralistic, egalitarianism and not world-denying. Poet of the East and great thinker, Allama Iqbal, in his various writings examined the multidimensional aspects of Islamic culture. He tried to analyze its nature by underlying true spirit. In his writings he explained the traits and principles of Islamic culture and considered it the right path for the establishment of an Islamic society. His poetry on culture draws vivid guidelines to chalk out the social codes for all ages. Iqbal recalls the splendid past of the Muslims as a model for emulation in the present societies, which has long been forgotten. Present study will analyze that how Iqbal highlights the Muslim achievements in the focused context of Islamic Culture as a medium of inspiration. It will try to identify his thoughts about culture with respect to the challenges faced by contemporary Muslim society.

Key words:

Allama Iqbal, Islamic Culture, Poetry, Sub-Continent, Islamic Society

تعارف

اسلام ایک مسلمہ دین ہے جو کہ انسانی زندگی اور کائنات کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کے دو بڑے ماخذ قرآن پاک اور سنت نبوی ﷺ مکمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ثقافت ہمیشہ مذہب سے جنم لیتی ہے اور پھر ہر معاشرے کے رنگ روپ میں ذم ہو جاتی ہے۔ ہجرت کے بعد جب حضرت محمد ﷺ نے مدینہ میں سب سے پہلے مسجد کی تعمیر

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ مطالعہ پاکستان، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

☆☆ ایم فل سکالر، شعبہ مطالعہ پاکستان، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

کی تو اُسے مسلمانوں کی ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا۔ قرآن اسلامی ثقافت کی بنیاد ہے تو نبی پاک ﷺ کا اسوہ حسنہ ثقافت اسلامی کی پہچان ہے۔[۱] ایمان دراصل ایک روحانی طاقت ہے جس کی پختگی سے صبر، برداشت اور استقامت حاصل ہوتی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے اور اسلامی ثقافت میں اس کی مضبوطی گہری بنیاد کی طرح ہے۔[۲]

اسلامی ثقافت کے اگرچہ بہت سے عناصر ہیں تاہم اولین عنصر توحید ہے جس کے مطابق اللہ پاک کی وحدانیت کو دل سے مان لینا توحید کہلاتا ہے اسی طرح نبی پاک ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرنا اور دل سے اس پر ایمان رکھنا بھی اسلامی ثقافت کا جزلازم ہے۔[۳] اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی رہتے ہوں، اس ثقافت کا حصہ ہیں۔ حقیقتاً اسلامی ثقافت اپنے اندر بے پناہ انداز اور وسعت لیے ہوئے ہے جس کی سب سے روشن مثال خطبہ حجۃ الوداع ہے اور اہل مغرب نے اسی خطبہ کو بنیاد بنا کر اقوام متحدہ کا چارٹر تشکیل دیا۔[۴] حقیقتاً اسلام نے صدیوں پہلے ہی تمام انسانوں کو مساوی حقوق دے کر فلاحی معاشرے کی تشکیل کر دی تھی۔

مشہور امریکی سکالر LU-Thorpe نے اسلامی ثقافت کے معیار اور اقدار کو تسلیم کرتے ہوئے اسے پستی میں ڈوبی ہوئی اقوام کے لئے ایک نعمت قرار دیا۔[۵] اگرچہ نبی پاک ﷺ کی زندگی میں اسلامی ثقافت صرف جزیرہ نما عرب تک محدود تھی۔ مگر اسلامی فتوحات کی بدولت اس کا دائرہ کار عراق، سپین، شام، سمرقند، بخارا، سندھ، خوارزم اور کاشغر تک پھیلتا چلا گیا۔[۶] یوں اسلامی ثقافت وقت کے ساتھ ساتھ عالمگیر حیثیت حاصل کرتی اور تاریخ، ادب، زبان، فن تعمیر، ناموں کا سلسلہ، رسم و رواج غرض یہ کہ مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو پر اسلامی ثقافت کا رنگ نظر آنے لگا۔ اسلامی ثقافت کی تعمیر دراصل دو پہلوؤں سے مل کر ہوتی ہے: نظری پہلو اور عملی پہلو۔ افکار و خیالات اور عقائد و نظریات کا تعلق نظری پہلو سے ہے۔ جبکہ انہی افکار و عقائد اور نظریات کے مطابق انسانی کردار کو ڈھالتے ہوئے اور معاملاتِ زندگی کو مثبت راہ عمل دینا عملی پہلو کا کارنامہ ہے۔ جس طرح فکر اور سوچ کا عملی پہلو فرد کا کردار کہلاتا ہے اسی طرح کسی قوم کی اجتماعی فکر، افکار، نظریات اور عقائد کا عملی پہلو اس کی ثقافت کی صورت میں نظر آتا ہے۔[۷]

اسلامی ثقافت کی خصوصیات

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام امن کا مظہر ہے اور امن اسلامی ثقافت کی سب سے اہم خوبی ہے جبکہ دیگر خصوصیات میں خشیتِ الٰہی، مساوات، سماجی انصاف اور بھائی چارہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسلامی ثقافت کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ یہ خالق اور مخلوق کے تعلق کو مضبوط بناتی ہے جس سے انسان کا اپنے ماحول کے ساتھ رشتہ استوار ہوتا ہے اور یوں وہ ٹھوس حقائق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تاہم اسلام کے بنیادی اصول محدود نہیں ہیں۔ قرآن پاک تمام بنی نوع انسان کو تحقیق کی دعوت دیتا ہے۔[۸] جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے علم و تحقیق سے کائنات کی گتھیوں کو سلجھاتے ہوئے ترقی کی منازل طے کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{الم تر ان الله یزجی سحابا ثم یؤلف بینه ثم یجعله رکاما فتری الودق یخرج من خلله وینزل من السمآء من جبال فیها من برد فیصیب به من یشآء ویصرفه عن من یشآء یکاد سنا برقه یذهب بالابصار}[۹]

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے۔ پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے بارش نکل (کر برس) رہی ہے اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں ان سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو (خیرہ کر کے بینائی کو) اچکے لئے جاتی ہے۔''

اسی طرح بنی نوع انسان کو پانی، رنگ برنگے میدان اور نشوونما کے مختلف مدارج کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{الم تر ان الله انزل من السمآء ماء فسلکه ینابیع فی الارض ثم یخرج به زرعا مختلفا الوانه ثم یهیج فتره مصفرا ثم یجعله حطاما ان فی ذلك لذکری لاولی الالباب}[۱۰]

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں سے پانی نازل کرتا پھر اس کو زمین میں چشمے بنا کر جاری کرتا پھر اس سے کھیتی اُگاتا ہے جس کے طرح طرح کے رنگ ہوتے ہیں پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تم اس کو دیکھتے ہو (کہ) زرد (ہو گئی ہے) پھر اسے چورا چورا کر دیتا ہے بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے۔''

روز مرہ معاملات کے بارے میں قرآن ہمیں فطرت کے اصولوں کے مطابق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دریاؤں اور فطرت کے پنہاں رازوں سے پردہ اٹھانے کا حکم دیتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وهو الذی سخر البحر لتاكلوا منه لحما طرياً و تستخرجوا منه حلية تلبسونها وترى الفلك مواخر فيه ولتبتغوا منه فضله ولعلكم تشكرون}(۱۱)

"اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جسے تم پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں اور اس لئے بھی (دریا کو تمہارے اختیار میں کیا) کہ تم اللہ کے فضل سے (معاش) تلاش کرو تاکہ اس کا شکر ادا کرو۔"

قرآن پاک نے تمام بنی نوع انسان کو فکر، جستجو اور تحقیق کا درس دیا ہے جو اسلامی ثقافت کی نمایاں خوبی ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق علم کے تین ذرائع ہیں: فطرت، تاریخ اور باطنی تجربہ۔ اسلامی ثقافت نے ان تینوں ذرائع سے تجربہ اور تحقیق کے طریقوں کو فروغ دیا ہے۔ مظاہر فطرت اصل میں اللہ پاک کی نشانیاں ہیں انسان کو بار بار ان کی طرف متوجہ کرنے اور تحقیق کا حکم دینے کا اولین مقصد یہ ہے کہ انسان فطرت کو تسخیر کرنے کا ذوق پیدا کرے۔(۱۲) اسلامی ثقافت انسان خاندان اور معاشرے کی ترقی کے لئے نت نئے اور سادہ اصول وضع کرتی ہے جس میں خواتین کے مساوی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اسلامی ثقافت کے اصول و قوانین نے اپنی لچکدار خاصیت کی بدولت ہر زمانے میں اپنا لوہا منوایا ہے۔(۱۳) مسلمان خواہ وہ ایشیا میں بستے ہوں افریقہ، یورپ یا امریکہ میں، وہ اسلامی ثقافت کا حصہ ہیں جس کی بنیاد عقیدہ توحید ہے۔

اسلامی ثقافت اور علامہ اقبال کے افکار

شاعرِ مشرق، علامہ محمد اقبال پاکستان کے قومی شاعر اور مفکر ہیں جن کی شاعری اور نظریات اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کی فلسفیانہ ابحاث بہت سے عنوانات کا احاطہ کیے ہوئی ہیں مثلاً خدا، عبادت، انسان، سیاست، ثقافت اور معاشی مسائل وغیرہ۔ درحقیقت اقبال اسلامی تہذیب و ثقافت میں سیاسی اور روحانی اقدار کے ہمیشہ سے بڑے حامی رہے ہیں۔ آپ کی کتاب The Reconstruction of Religious Thought in Islam چھ لیکچرز پر مشتمل ہے جو آپ نے مدراس، حیدر آباد اور علی گڑھ میں ۱۹۲۸-۲۹ میں دیئے تھے۔(۱۴) اس کتاب میں آپ نے

اسلامی ثقافت کی روح کے عنوان سے ایک لیکچر شامل کیا ہے جس میں آپ نے اسلامی ثقافت کے بارے میں جامع تعریف کی ہے۔

بقول اقبال توحید، مساوات اور انسانی آزادی اسلامی ثقافت کی سب سے بڑی خصوصیات ہیں۔ اسلامی ثقافت میں ایک خدا کے سوا دیگر دیوتاؤں کے وجود کا بالکل تصور نہیں ہے بقول اقبال:

"اسلام جھوٹے خداؤں کے وجود سے انکار کرتا ہے۔" (۱۵)

تاہم اقبال کے نزدیک اسلامی ثقافت کی روح سے مراد وہ بنیادی عقائد و تصورات ہیں جن کے ملاپ سے اسلامی ثقافت معرضِ وجود میں آتی ہے۔ اقبال تغیر و ارتقاء کو اسلامی ثقافت کی بنیادی اکائی تصور کرتے ہیں اُن کے خیال میں اسلام اور اسلامی ثقافت کائنات کے ساکن و جامد تصور کو مسترد کرتی ہے۔ حقیقتاً اسلام حرکت پذیر کائنات کا تصور فراہم کرتا ہے۔ اصل میں ثقافت کسی بھی قوم کے مخصوص اندازِ فکر و نظر کا عملی اظہار ہے جو قوم کے طرزِ معاشرت اور کردار کے انداز سے نمایاں ہوتا ہے۔ اقبال کے خیال میں اسلامی ثقافت جن بنیادوں کی اساس پر قائم ہے وہ تغیر و ارتقاء کی راہ میں حائل کسی مظہر کو برداشت نہیں کرتیں۔ وہ اسلامی ثقافت کے جن اصولوں کی بات کرتے ہیں وہ اسلامی معاشرے میں لازم و ملزوم ہیں۔

ثبات و تغیر وہ اصول ہیں جن کی بدولت اسلامی معاشرے کو ترقی کی بلندیوں پر لے جایا جا سکتا ہے۔ اگر ثبات کا تعلق عقائد سے ہے تو تغیر سے مراد وہ اصول ہیں جن کے تحت عقائد کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے معاشرے کے مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔ اقبال کے مطابق اہل مغرب نے اسلامی ثقافت کے پہلے اصول کو بالائے طاق رکھا اس لئے وہ زوال کا شکار ہوئے جب کہ اسلامی دنیا نے پچھلے پانچ سو سال سے دوسرے اصول کو نظر انداز کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرہ جمود کا شکار ہے۔ (۱۶)

اس لئے وہ تغیر و ارتقاء کو اسلامی ثقافت کا جزو لازم سمجھتے ہیں کہ حرکت و ارتقاء کا ایک ہی اصول ہے اور وہ اجتہاد ہے، جس کا مطلب فکر اور کوشش کرنے کا ہے جب کسی خاص مسئلے کے بارے میں قرآن اور حدیث سے رہنمائی نہ ملے تو ان کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا} (القرآن)

”اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش (اجتہاد) کی ہم نے ان کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کی۔“

اجتہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اقبال نے اسلامی تاریخ میں سے ایک واقعہ نقل کیاہے کہ جب رسول ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو پوچھا:

اے معاذ! مقدمات کا فیصلہ کیسے کروگے؟

عرض کی کتاب اللہ سے۔۔۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اگر اس سے رہنمائی نہ ملی؟

عرض کیا، سنت رسول ﷺ سے۔۔۔۔

حضور ﷺ نے پھر پوچھا، اگر اس سے رہنمائی نہ ملی؟

تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں وہ اپنی رائے قائم کرنے کی کوشش کریں گے، حضور ﷺ نے ان کی بات کو پسند فرمایا۔[۱۷]

در حقیقت اقبال کے نزدیک کسی ثقافت کی نشو نما کے لئے اجتماعی اتحاد ضروری ہے۔ جس کے لئے انسانی احساسات و جذبات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ اسلام انسانی جذبات کی قدر کرتا ہے تاہم ایمان کی پختگی اسلامی معاشرے اور ثقافت کو دنیا کی دیگر ثقافتوں اور معاشروں سے ممتاز کرتی ہے۔ بقول اقبال اسلام جس جذباتی اتحاد کا پیغام دیتا ہے اس کی بنیاد مادی اور زمینی تعلق نہیں بلکہ روحانی تعلق ہے۔ علاوہ ازیں یہ اتحاد کسی قسم کی علاقائی، سیاسی، معاشی، نسلی اور لسانی تعلق کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شریک تمام افراد دنیاوی محدود اور رسمی اتحاد کی سرحدوں سے نکل آتے ہیں۔[۱۸] مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی بستے ہوں وہ اسلامی ثقافت کا اٹوٹ انگ بن جاتے ہیں۔

اقبال اور اسلامی ثقافت کی بقا

اقبال کے مطابق اسلامی ثقافت کا تحفظ اس کی بقاء کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اس لئے انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں سے یہ بات زور دیتے ہوئے کہی کہ وہ اسلامی ثقافت کے بچاؤ اور بقا کے لئے اقدامات کریں، ان کے اقدامات:

"It cannot be denied that Islam regarded as an ethical ideal plus a certain kind of polity by which expression, I mean a social structure by a legal system and animated

by a specific ethical ideal that has been the Chief formative factor in the life history of the Muslims of India. It has furnished those basic emotions and loyalties which gradually unifying scattered individual and groups and finally transform them into a well-defined people. Indeed, it is no exaggeration to say that India is phehaps the only country in the world where Islam as a society is almost entirely due to the working of Islam as a culture inspired by a specific ethical ideal."(19)

اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی ثقافت کے خدوخال سے آگاہ کیا۔ اسی کے تناظر میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ۱۹۳۰ء کے سالانہ اجلاس میں آپ نے جو خطبہ دیا اس میں واضح کیا کہ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کا مطالبہ ان کی جدا ثقافت کی بدولت کیا جارہا ہے جو مسلمانوں کا حتمی اور اجتماعی فیصلہ ہے۔ ۲۰ الگ وطن کا مطالبہ اقبال کی ذہنی وسعت کا عکاس ہے۔ ان کو قوی یقین اور اطمینان تھا کہ مسلمان الگ اسلامی ریاست میں اسلامی ثقافت کی بھرپور حفاظت کر سکتے ہیں۔ حقیقتاً یہ مطالبہ مسلمانوں اور ان کی ثقافت کی بقا کے لئے ضروری تھا، بقول اقبال اسلامی ثقافت لامحدود ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ جامع طور پر نفس، معاشرہ اور زندگی کے تصورات پیش کرتی ہے۔(۲۱)

اسلامی ثقافت کا تصور پیش کرتے ہوئے اقبال انسانی زندگی کے روحانی اور مادی پہلوؤں پر بھی بات کرتے ہیں، اُن کے مطابق انسانی زندگی کے یہ دو پہلو مخالف قوتیں نہیں ہیں بلکہ زندگی کی بقا اور ترقی و ترویج کے لئے دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ وہ علم انفس اور علم آفاق دونوں کو انسانی وجود کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔(۲۲) دونوں انسانی زندگی اور اسلامی ثقافت کی نشوونما کے لئے بے حد ضروری ہیں اور دونوں علوم کی ایک دوسرے پر بالادستی ان کے نزدیک ناقابلِ قبول ہے۔ اقبال کے خیال میں دونوں علوم مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی ثقافت میں انسان اور معاشرے دونوں کو خاص مقام حاصل ہے۔ جبکہ اسلامی معاشرہ، اسلامی ثقافت کی بڑھوتری کے لئے بے حد ضروری ہے۔ انسان اور انسانی اقدار کی ترقی و ترویج اور ممکنہ مقاصد کی تکمیل کے لئے اسلامی معاشرے کا تعلیم سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے جہاں اسلامی ثقافت اچھے طریقے سے پھل پھول سکے۔(۲۳) بقول

اقبال فرد، اسلامی ثقافت کا اندرونی اور معاشرہ بیرونی مظہر ہے۔ اقبال معاشرے کے امور پر بات کرتے ہوئے انسان اور معاشرے کے ثقافتی پہلو کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں:

> "Alone man is weak and powerless, his energies are scattered and his minds are narrow, diffuse and indefinite. It is the active and living membership of a vital community that confers on him a sense of power and makes him conscious of great collective purposes which deeper and widen the scope for the growth of his individual self." (24)

اسلامی ثقافت ہر اُس معاشرے میں پروان چڑھتی ہے جہاں مسلمان تو بستے ہیں۔ لیکن اپنی اعلیٰ روایات، اصولوں اور اقدار کی بلندی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

اقبال مذہب اور اسلامی ثقافت

جیسا کہ اوپر بیان کیا چکا ہے کہ اقبال مذہب کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ثقافت اور تہذیب مذہب سے جنم لیتی ہے۔ مزید وضاحت میں کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ ہجرت کے بعد اسلامی ریاست قائم کی جبکہ میثاق مدینہ سے اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا بلاشبہ حضور ﷺ وہ عظیم انسانی ہستی ہیں جنہوں نے دنیا کا سدا بہار آئین خطبہ حجۃ الوداع کی شکل میں دیا۔ بقول اقبال نبی پاک ﷺ نے سچی ثقافت اور تہذیب کی بنیاد رکھی اس لئے آپ ﷺ انسانی تاریخ کے عظیم ترین رہنما اور مصلح ہیں۔ یہی وہ خیالات ہیں جن کی بدولت اقبال یہ کہنے پہ مجبور ہوئے کہ مذہب کا اصل مقصد ثقافت اور تہذیب کی تعمیر ہے۔(۲۵) جس سے مہذب معاشرہ جنم لیتا ہے اور انسان اپنی اقدار اور روایات سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

علم کے تینوں مسلمہ ذرائع یعنی فطرت، تاریخ اور باطنی تجربہ کو اقبال بہت زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اسلامی ثقافت کی روح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اسلامی ثقافت روایتی اور لچکدار ہے اس میں اتنی صلاحیت ہے کہ اپنی روایات کو ہر دور میں جدید تقاضوں کے مطابق ڈھال سکے۔(۲۶) حقیقتاً اسلامی روایات اور ثقافت جامد نہیں، بلکہ یہ مغربی تہذیب و ثقافت سے قطعی مختلف ہے کیوں کہ یہ نہ صرف اللہ سے وفاداری کا مطالبہ کرتی ہے بلکہ مادہ پرستی سے دوری بھی اس کے اہم عناصر میں شامل ہے اس کے برعکس مغربی تہذیب و ثقافت مادیت پرستی سے جڑی ہے۔(۲۷) مسلمانوں

نے اپنے مذہبی رنگ ڈھنگ کو ثقافت سے جوڑے رکھا ہے اس کے نتیجے میں اسلامی ثقافت کی حقیقی روح نے جنم لیا ہے۔

اسلامی تحقیق اقبال کی نظر سے

اقبال نے مسلمان مفکروں، سائنس دانوں اور تاریخ دانوں کے حقیقی مقام کا تعین کرتے ہوئے مغرب پر یہ واضح کیا کہ علم و تحقیق صرف مغرب کی میراث نہیں ہے بلکہ اسلامی ثقافت کی ابتدائی فتوحات میں سے ایک ہے۔ ابن خلدون کے کردار کو سراہتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اسلامی تاریخ ابن خلدون کے تذکرے کے بناء نامکمل ہے۔ ابن خلدون وہ شخص ہے جس نے مذہبی تجربے کی سائنسی پرکھ اور تحقیق کے اصول کو اپنایا اور یوں تحقیق کے نئے باب کھولے۔[۲۸] اسی تحقیق اور سائنسی پرکھ کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے اقبال اپنے لکچدار اسلامی ثقافت کی روح میں نظام بصری کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ وہ عظیم فلسفی ہیں جنھوں نے علم کی تحصیل کے لیے Principle of Doubt کی بنیاد رکھی جسے تشکیک کا اصول بھی کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں امام غزالی نے کتاب احیائے علوم الدین لکھ کر بصری کے اصول تشکیک کو مزید ترقی دی۔

اگرچہ مغرب میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے یونانی علوم سے بہرہ مند ہو کر اس کی زیادہ تشریح کی تاہم مختلف مسلمان مفکرین نے یونانی منطق پر تنقید بھی کی ہے جن میں اشراقی (شہاب الدین سہروردی) اور ابن تیمیہ سرفہرست ہیں۔ ابو بکر رازی بھی وہ مسلمان فلسفی تھے جنھوں نے ارسطو کے نظریہ شکل اول (First Figure) پر تنقید کی۔ تاہم ابن حزم نے اپنی کتاب Scope of Logic میں اس بات پر زور دیا ہے کہ Sense Perception علم کا معتبر ذریعہ ہے۔[۲۹] جبکہ الکندی کا نظریہ Reaction Time اور البیرونی کا نظریہ "محرک حس متناسب ہے" ایک نئی دریافت تھیں۔ حقیقتاً اقبال نے کوشش کی ہے کہ مغربی دنیا کو بتایا جائے کہ مسلمان مفکرین کی ہمت، محنت اور کاوشوں سے علم اور تحقیق کے نئے باب کا آغاز ہوا۔ اقبال نے سختی سے اس بات کی تردید کی ہے کہ مغرب نے تجرباتی طریقہ دریافت کیا۔ بلکہ ان کے مطابق مسلمان مفکرین نے اہل یورپ اور دنیا کو تجرباتی بنیادوں پر تحقیق کا نیا راستہ دکھایا مگر اہل یورپ نے اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں ہمیشہ بخل سے کام لیا تاہم مغربی اسکالر رابرٹ بریفالٹ نے سچائی کا دامن ہاتھ میں لیتے ہوئے اپنی کتاب The Making of Humanity میں اہل مغرب پر مسلمانوں کے احسانات کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔[۳۰]

رابرٹ بریفالٹ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"ہمارا سائنس میں عربوں کا مرہون منت ہونا صرف چونکا دینے والی دریافتوں اور انقلابی نظریات تک ہی محدود نہیں بلکہ سائنس نے عرب ثقافت سے اور بھی بہت کچھ لیا ہے یہاں تک کہ اس کا وجود ہی عرب ثقافت کا مرہونِ منت ہے۔ قدیم دنیا جیسا کہ ہمیں معلوم ہے "قبل از سائنس" تھی۔ آج جسے ہم سائنس کہتے ہیں یورپ سے ابھری مگر وہ نتیجہ تھی، استفسار کی ایک نئی روح کا۔ ایک نئے طریق تفشیش کا، ایک تجرباتی منہاج (Method) کا، مشاہدے کا، پیائش کا، ریاضی کی نشوونما کی ایک ایسی صورت کا جس سے یونانی آشنا نہیں تھے، وہ روح اور منہاج یورپ میں عربوں نے ہی متعارف کروائے۔"[۳۱]

اسلامی ثقافت کی روح

اسلام کے تصورِ تاریخ میں کوئی بھی واقعہ اپنے سے پہلے یا بعد میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات سے الگ نہیں ہوتا بلکہ تاریخی واقعات زنجیر کی کڑیوں کی صورت میں ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں۔ تاریخ واقعات کے ارتقائی تسلسل کا نام ہے جس کے اندر مختلف ثقافتیں پروان چڑھتی ہیں اور یوں ایک ثقافت دوسری کو متاثر کرتی اور اگلی ثقافت کے لئے راستہ فراہم کرتی ہے۔ اقبال فرماتے ہیں اشپنگلر (Spengler) نے اپنی کتاب The Decline of West میں لکھا ہے کہ ہر ثقافت اپنے آپ جنم لیتی ہے جس کا پہلے یا بعد کی ثقافتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔[۳۲] اقبال کے مطابق اشپنگلر درحقیقت یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یورپی ثقافت کا یونانی فکر کے خلاف رویہ اسلامی ثقافت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ یورپ کی اپنی ذہانت کا نتیجہ ہے۔ اقبال فرماتے ہیں:

"The anti classical spirit of the modern world has really arisen out of the revolt of Islam against Greek thought. It is obvious that such a views cannot be acceptable to Spengler; for, if it is possible to show that the anti classical spirit of modern culture is due to the inspiration which it received from the culture immediately preceeding it, the whole argument of Spengler regarding the complete mutual independence of cultural growth would collapse."[33]

اشپنگلر اسلامی ثقافت پر وار کرتے ہوئے مزید کہتا ہے کہ اسلام کی ایسی کوئی ثقافت نہیں بلکہ دیگر مذاہب کی طرح اسلام کا تعلق مشترکہ تمدن سے ہے جن کی اصل در حقیقت Magian Culture ہے۔(۳۴) اقبال اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ اسلام کی اپنی کوئی ثقافت نہیں بالکل غلط ہے۔ اشپنگلر اُن اسلامی عقائد سے واقف ہی نہیں جو اسلامی ثقافت کی روح ہیں۔

اقبال کی شاعری اور اسلامی ثقافت

اقبال کی شاعری آفاقیت سے مالا مال ہے۔ اسلامی نظریہ ہمیشہ سے آپ کا ضابطۂ اخلاق رہا۔ اقبال نے تمام بنی نوع انسان اور خاص طور پر اسلامی دنیا کے لئے اپنی شاعری کے طور پر روحانی ورثہ چھوڑا ہے۔ شاعر اور فلسفی ہونے کے ناطے آپ نے شاعری کے گیارہ مجموعے لکھے جو شائع بھی ہوئے اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

> ''اسرار خودی(۱۹۱۵)، رموز بے خودی(۱۹۱۸)، پیام مشرق(۱۹۲۳)، بانگ درا(۱۹۲۴)، زبور عجم (۱۹۲۷)، جاوید نامہ (۱۹۳۲)، مسافر(۱۹۳۴)، بال جبرائیل (۱۹۳۵)، ضرب کلیم (۱۹۳۶)، پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق (۱۹۳۶) اور ارمغانِ حجاز(۱۹۳۸)۔''(۳۵)

اقبال مشرق و مغرب کے شعراء سے قدرے مختلف اور یکتا شاعر تھے۔ ان کی شاعری، اُن کے جمالیاتی اصولوں، نظریوں اور ثقافتی روایات میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔

جبکہ اقبال کے اسلامی ثقافتی نظریے اُن کی سوچ کے عکاس ہیں۔ اُن کے تصوراتِ خودی برصغیر کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ثقافت کے بارے میں ان کی شاعری نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو اہم پیغام دیا ہے اور انہیں اپنی شناخت کو خالص رکھنے کی نصیحت کی ہے۔ اقبال اپنی شاعری میں پیغام دیتے ہیں کہ مجھے مغربی تہذیب و ثقافت اور علوم کبھی ایک آنکھ نہیں بھائے بلکہ مدینہ اور نجف کی خاک ہمیشہ میری آنکھوں میں بسی رہی ہے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش و فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف (۳۶)

مزید برآں اسلامی اور مغربی ثقافت کا فرق اقبال کچھ یوں بتاتے ہیں:

عرب کے سوز میں ساز عجم ہے
حرم کا راز توحید اُمم ہے

تہی وحدت سے ہے اندیشہ غرب
کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے (۳۷)

اسی طرح اسلامی ثقافت کی خوبی مساوات کو بیان کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز (۳۸)

اقبال دراصل مغربی ثقافت کی عام پائے جانے والی خرابیوں کو کو مسترد کرتے ہیں اور اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ مغربی ثقافت کی اس ظاہری چکا چوند سے دور رہیں۔ آپ مسلمان نوجوانوں کے مستقبل کے بارے میں فکر مند رہتے ہوئے انہیں پاکیزہ زندگی گزارنے کے بارے میں کچھ یوں نصیحت کرتے ہیں:

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر (۳۹)

اقبال درحقیقت مغربی ثقافت کے ساتھ ساتھ مغربی نظام سیاست اور مغربی نظام تعلیم کے دہرے نظام سے سخت نالاں ہیں، فرماتے ہیں:

اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم
اک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف (۴۰)

اسی نظام کے تحت پائے جانے والے مغربی تعلیم کے نتائج کے بارے میں آپ فکر مند ہیں:

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراعت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ (۴۱)

دوسروں کی برائیوں کی طرح مغربی ثقافت اپنی چکا چوند کی وجہ سے نظر اور دل کو آسانی سے لبھا جاتی ہے تاہم یہ بھی جعلی نودرات کی طرح ہوتی ہے جس کی چمک دمک مصنوعی اور زندگی عارضی ہوتی ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندان مغرب کو
ہوس کے پنجہ خونی میں تیغ کارزاری ہے (۴۲)

تاہم وہ اپنا یہ ڈر کہ کہیں مغربی ثقافت کی تقلید مشرق کی ترجیح نہ بن جائے، درج ذیل شعر میں بتاتے ہیں:

لیکن مجھے ڈر ہے کہ آوارہ تجدید
مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ (۴۳)

لیکن ساتھ ہی ساتھ آپ اس بات سے بھی ناامید نہیں کہ مغربی ثقافت بذاتِ خود اپنے انجام کے قریب ہے۔اقبال عرض کرتے ہیں:

زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیوں کر
یہ فرنگ مدنیت کہ جو ہے خود لبِ گور (۴۴)

حقیقتاً اقبال مسلمانانِ ہند کو مخاطب کرتے ہوئے یہ پیغام دیتے ہیں کہ انہی ترقی اور نشو نما کے لئے آپ نے نہ صرف اپنی ثقافت کو مغربی ثقافت سے پاک رکھنا ہے بلکہ اس کی مزید تعمیر بھی کرنی ہے۔ آپ نے بقول:

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف (۴۵)

حقیقت میں اقبال اسلامی ثقافت کی ترقی کے راستے میں حائل مغربی ثقافت کے بڑھتے ہوئے اثرات سے خائف ہیں اور مسلمانوں کو اپنی تہذیب اور ثقافت کی حفاظت کے لئے ہر دم تیار رہنے کا درس دیتے ہیں۔

حرفِ آخر

حکیم الامت علامہ محمد اقبال پاکستان کی وہ موثر، عالمگیر اور شاندار شخصیت ہیں جن کی شاعری اور افکار نے اسلامی ثقافت کے خدوخال کو اس کی اصل روح کے ساتھ پیش کیا۔ امت کے تصور کو ثقافت کے ساتھ جوڑتے ہوئے آپ نے مسلمانوں میں پائے جانے والے تنوع و تضادات کو یکسر رد کر دیا ہے۔ آپ کے بقول مسلمانوں کا رنگ، لباس، علاقہ اور زبان تو مختلف ہو سکتی ہے تاہم یہ جس ثقافت سے جڑے ہیں اس کے بنیادی عقائد اور تصورات ایک ہیں۔ خشیت الٰہی، مساوات اور سماجی انصاف جس کے نمایاں پہلو ہیں اور افکار و نظریات اور ان کے مطابق انسان کردار کی تعمیر جس کا نصب العین ہے۔ اقبال کے نزدیک اسلامی ثقافت ایک خطہ، علاقہ یا ملک کی ثقافت نہیں بلکہ یہ دنیا میں بسنے والے تمام مسلمانوں کی اجتماعی میراث ہے جو کہ علم و تحقیق کے ذریعے سے حاصل کی گئی تھی۔ اسی شاندار ماضی کی یاد وہ اپنی شاعری کے ذریعے دلاتے ہیں اور مسلمانوں بالخصوص

نوجوانوں کو وقت کے ساتھ ساتھ چلنے کی نصیحت کرتے ہیں جس کی تکمیل ایک اسلامی فلاحی ریاست میں ممکن ہے۔ متحدہ ہندوستان میں ایک الگ مسلم ریاست کا تصور پیش کر کے آپ نے دراصل اسلامی ثقافت اور دینی روایات کا تحفظ تجویز کیا اور یوں وہ جدید دنیا کی واحد اسلامی نظریاتی مملکت کے مصور و مفکر کہلائے۔

حوالہ جات

1. Nasir Ahmed Nasir, Islamic Culture (Lahore: Abdusalam Publisher, n.d), p.60
2. Ibid, p.67
3. Rehman Muznib, Culture, Civitization and Islam (Lahore: Muhazzam Printers, 1992), p. 385
4. Ibid., 378
5. Ibid., 385
6. Afzal Iqbal, Culture of Islam (Lahore: Seraj Munir Publisher, 1990), p. 17

۷۔ محمد آصف اعوان، معارفِ خطبات اقبال(لاہور: میٹروپرنٹرز،۲۰۰۹)،ص،۱۶۳

8. Abdul Kareem Usman, Islamic Culture (Lahore: Tayyab Press, 2012), p. 87

۹۔ سورۃ النور، آیت نمبر ۴۳

۱۰۔ سورۃ الزمر، آیت نمبر ۲۱

۱۱۔ سورۃ النحل، آیت نمبر ۱۴

۱۲۔ محمد آصف اعوان، معارف خطبات اقبال، ص ۱۶۸

13. John L. Esposite, What Everyone Need to Know About Islam (New York: Oxfor University Press, 2000), p. 90
14. Syed Zubir, Allama Iqbal, www.hamariwed.com/articles (accessed on 18 April, 2016)
15. Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious thought in Islam, Sh.Muhammad Ashraf, Lahore, 1962, p.144

۱۶۔ محمد آصف اعوان، معارفِ خطبات اقبال، ص ۱۹۱

17. Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious thought in Islam, p. 148

۱۸۔ محمد آصف اعوان، معارفِ خطبات اقبال، ص ۱۹۰

19. S.A.Wahid, Thoughts & Refflections of Iqbal (Lahore: Muhammad Ashraf Printers, 1964), p. 162

20. Ibid, p. 171

21. Abida Binti Abdul Rahim, The Spirit of Muslim Culture According to Muhammad Iqbal, International Journal of social sciences and humanity, vol. 5, No. 8, August 2015, p. 725

22. S.H.M Jafri, Iqbal and Human Civilisation, Hamdard Islamic, vol. 7, No. 1, p. 46

23. Adiba Binti Abdul Rahim, The Spirit of Islamic Culture, p. 726

24. K.G. Saiyidin, Iqbals Educational Philosophy, 8th edition (Lahore: Muhammad Ashraf Press, 1977), p. 56

۲۵۔ ایم۔ ایف۔ واجدی، ال اسلام فی اثر (بیروت: دار الکتب العربیہ، ۱۹۶۷)، ص ۲۲۰

26. Muhammad Suheyl Umar, Iqbal Review (Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2008), p. 220

27. Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious thought in Islam, (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1996), p. 130

۲۸۔ محمد آصف اعوان، معارفِ خطبات اقبال، ص ۱۶۸

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۶۹

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۷۰

۳۱۔ محمد اقبال، اسلامی فکر کی نئ تشکیل، ترجمہ: شہزاد احمد، لاہور: مکتبہ خلیل، ۲۰۰۰، ص ۱۵۹۔۱۶۰

۳۲۔ محمد آصف اعوان، معارفِ خطبات اقبال، ص ۱۸۲

33. Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious thought in Islam, p. 143

34. Ibid.

35. Latif Ahmed Shirwani, Speeches, Writings and Statements of Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, 1995), p. 124

۳۶۔ بال جبرائیل، کلیاتِ اقبال(اردو)، ص ۴۰

۳۷۔ محمد شریف، اقبال کے شعری موضوعات(لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۳)، ص ۲۵۳

۳۸۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال(لاہور: نقوش پریس، ۲۰۰۶)، ص ۱۷۴

۳۹۔ بال جبرائیل، کلیاتِ اقبال(اردو)، ص ۴۹

۴۰۔ بانگ درا، ص ۸۵

۴۱۔ بانگ درا، ص ۹۰

۴۲۔ محمد شریف، اقبال کے شعری موضوعات، ص۔ ۲۵۱

۴۳۔ ضربِ کلیم، ص ۱۷۰

۴۴۔ ضربِ کلیم، ص ۶۸

۴۵۔ ضربِ کلیم، ص ۶۹